اہلِ سنت وجماعت کو فکری و اعتقادی انتشار سے بچانے کا لائحہ عمل



عقائدِ سیدنا داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز

کشف المحجوب کی روشنی میں





مرتب

مفکرِ اسلام، فخرِ علماء

چیئرمین تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

PhD Punjab University

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز

5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

0315,0321-9407699

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ خَاتَمِ الْمَعْصُوْمِیْنَ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ أَجْمَعِیْنَ۔

برصغیر پاک و ہند کو اسلامی تعلیمات سے فیضیاب کرنے میں سیدنا علی الہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہٗ العزیز کا بہت بڑا کردار ہے۔ آپ سے فیوض و برکات کا حصول آپ کے عقائد و نظریات کو قبول کرنے پر موقوف ہے۔ آپ کے معتقدات و معمولات اور تعلیمات و تشریحات کو جاننے کا بہتر اور مستند ذریعہ آپ کی شہرۂ آفاق مشہورِ زمانہ کتاب ''کشف المحجوب شریف'' ہے۔ جو صدیوں سے جہاں تصوف کی معتبر ترین کتاب سمجھی جاتی ہے، وہاں فقہی اور کلامی مباحث میں بھی ایک سند سمجھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدیوں سے طریقت و تصوف کے تمام سلاسل میں اسے تواتر سے ایک مقبولیت حاصل ہے اور ہمیشہ جذب و سلوک اور تصوف و طریقت کے شائقین کے لیے اسے ایک نصاب کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ زبان فارسی میں تصوف کے بارے میں لکھی جانے والی یہ اولین تصنیف ہے۔ سیدنا داتا گنج بخش قدس سرہٗ العزیز نے اگر چہ کشف المحجوب شریف کے علاوہ بھی تقریباً نو (9) کتب تصنیف فرمائیں مگر کشف المحجوب شریف اپنی مثال آپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی قدس سرہٗ العزیز کہتے ہیں:

اگر کسے را پیرے نہ باشد چون این را مطالعہ کند او را پیدا شود

ایسا شخص جو کہ مرشد سے محروم ہے، جب وہ کشف المحجوب کا مطالعہ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے مرشد کا کام کرتی ہے۔

حالات حاضرہ میں اہل سنت و جماعت فکری او نظریاتی انتشار کی بدترین کیفیت میں گھرے ہوئے ہیں۔ جہاں ایک طرف مستشرقین کے حملے ہیں تو دوسری طرف قادیانیت

کی شرانگیزیاں ہیں ۔ایک طرف ناصبیت و خارجیت کے زہریلے اثرات پھیلائے جا رہے ہیں تو دوسری طرف رافضیت و تفضیلیت کے اثراتِ بد کی ترویج کی جا رہی ہے ۔ چونکہ سیدنا داتا گنج بخش قدس سرہٗ العزیز کے عہد میں بھی روافض کا شر موجود تھا اور آپ نے ان کے سیاہ ترین نظریات کا بڑی حکمت کے ساتھ رد کیا ۔آج جب کہ صرف عوام ہی نہیں بلکہ بہت سی روحانی درگاہوں کے سجادہ نشین اور دینی مراکز کے ذمہ داران اس فتنے میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں ۔بندۂ ناچیز نے یہ ضروری سمجھا کہ سیدی گنج بخش قدس سرہٗ العزیز کے مستند عقائد کی اشاعت کی جائے تا کہ بد اعتقادی اور کج فکری کا سد باب کیا جا سکے ۔ چنانچہ سوال و جواب کی شکل میں آسان پیرائے میں عقائدِ سیدنا داتا گنج بخش قدس سرہٗ العزیز کو بیان کیا جا رہا ہے ۔بندۂ ناچیز نے اس سلسلہ میں کشف المحجوب فارسی کا مستند ترین اور قدیم ترین نسخہ جسے حضرت خواجہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ،اسے سامنے رکھا ۔نیز کشف المحجوب فارسی کے نسخۂ تہران سے بھی استفادہ کیا ۔جبکہ کشف المحجوب اردو کے متعدد نسخے بھی پیشِ نظر رکھے ہیں ۔اس وقت سوال و جواب کی صورت میں عقائد کے بائیس (22) سوالات کا جواب کشف المحجوب شریف سے پیش کیا جا رہا ہے ۔ان شاءاللہ اس میں مزید اضافہ کیا جائے گا ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عقائدہ داتا گنج بخش کے اس نسخۂ کیمیا کو عصرِ حاضر کے مریضوں کے لیے شفا بخش بنائے ۔آمین ،بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔

والسلام

محمد اشرف آصف جلالی

﴿توحید﴾

سوال نمبر: 1

تعلیماتِ گنج بخش قدس سرہٗ العزیز کی روشنی میں عقیدۂ توحید کی مختصر وضاحت کریں؟

جواب:

سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز "کشف المحجاب الثانی فی التوحید" میں فرماتے ہیں:

بدانکہ وی تعالیٰ یکی ست کہ وصل و فصل نپذیرد و دوئی بر وی روا نباشد و یگانگی وی عددی نیست و محدود نیست تا وی را شش جہات باشد و ہر جہتی را جہتی دیگر است و این اثباتِ بی نہایت باشد وی را مکان نیست و اندر مکان نہ ازانچہ اگر متمکن در مکان بودی مکان را نیز مکان بایستی و حکم فعل و فاعل و قدیم و محدث باطل شدی و عرضی نیست تا محتاج جوہری باشد و اندر دو حال اندر محلٍّ خود باقی نماند و جوہری نیست کہ وجودش جز با چونِ خودی درست نیاید طبعی نیست تا مبدای حرکت و سکون باشد و روحی نیست تا حاجتمند بنیستی باشد و جسمی نیست تا از اجزاء مولّف بود و اندر چیزہا بچیزی حال نیست تا جنس چیزہا بود و بھیچ چیز وی را پیوند نیست تا آن چیز جزوی از وی بود بری است از ہمہ نقصان و نقایص پاك از ہمہ آفات و متعالی از ہمہ عیوب وی را مانندی نیست تا او با ماندۂ خود دو چیز باشد و فرزند ندارد تا نسل وی اقتضای اصل وی کند و تغییر بر ذات و صفات وی روا

نیست تا وجود وی بدان متغیّر شود و یا در حکم وی متغیّر گردد موصوف ست بصفاتِ کمال آن صفاتی کہ مومنان و موحّدان مر او را بحکم بصیرت اثبات کنند کہ وی خود را بدان صفت کردہ است۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بہاؤ الدین ملتانی)، کشف الحجاب الثانی فی التوحید، صفحہ نمبر : 304)

جان لیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایسا ایک ہے جو کہ وصل وفصل کو قبول نہیں کرتا ۔اس پر دوئی (اس کے ساتھ کسی دوسرے کا ہونا) جائز نہیں۔اس کی وحدانیت عددی نہیں اور وہ محدود نہیں ۔یہی وجہ ہے کہ اس کی شش جہات (چھ جہتیں) میں سے کوئی معین جہت نہیں کیونکہ ہر جہت کے لیے ایک اور جہت ہوتی ہے اور اس طرح غیر متناہی جہات ماننی پڑیں گی ۔نہ اس کے لیے کوئی مکان ہے اور نہ ہی وہ کسی مکان کا مکین ہے ۔کیونکہ وہ اگر کسی مکان میں متمکن ہوتو پھر اس مکان کے لیے کوئی اور مکان ماننا پڑے گا جس کے نتیجے میں فعل، فاعل، قدیم اور حادث کا حکم باطل ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ عرض نہیں کیونکہ اگر عرض ہوتا تو جوہر کا محتاج ہوتا اور دو حالتوں میں اپنے ایک محل میں باقی نہ رہتا۔اللہ تعالیٰ جوہر نہیں، اگر جوہری ہوتا تو اس کا وجود اپنی مثل دوسرے جوہر کے بغیر صحیح نہ ہوتا ۔اللہ تعالیٰ طبعی نہیں، اگر طبعی ہوتا تو سکون اور حرکت کا مبدا بنتا۔وہ روح نہیں کہ جسم کا محتاج ہو۔وہ جسم نہیں اگر وہ جسم ہوتا تو اجزاء سے مرکب ہوتا ۔وہ چیزوں میں سے کسی چیز کے اندر حلول کیے ہوئے نہیں، اگر وہ ایسا ہوتا تو پھر دوسری چیزوں کی جنس بن جاتا ۔کسی چیز کے ساتھ اس کا پیوند نہیں، اگر ایسا ہوتا تو پھر وہ چیز اللہ تعالیٰ کی جز و بن جاتی۔وہ تمام نقائص سے بری اور تمام آفات سے پاک اور تمام عیوب سے بلند ہے ۔اس کی مثل کوئی نہیں کہ وہ اپنی مثل کے ساتھ مل کر دو ہو جائے ۔ اس کی کوئی اولاد نہیں کہ وہ اولاد اپنے اصل کی طرح تقاضے کرے ۔اس کی ذات اور صفات پر تغیر وتبدل نہیں کہ اس کا وجود اس تغیر وتبدل کی وجہ سے متغیر یا اس کے حکم میں ہو جائے ۔ان

تمام صفاتِ کمال سے متصف ہے جو مومنین اور موحدین نے اپنی بصیرت سے اس کے لیے ثابت کیں، اس لیے کہ اس نے ان صفتوں سے خود اپنے آپ کو متصف بتایا ہے۔

﴿نبوت وولایت﴾

سوال نمبر:2

سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک مقامِ نبوت ورسالت کیا ہے؟

جواب:

سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز "الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء" میں فرماتے ہیں:

بدانکه اندر همه اوقات و احوال باتفاقِ جملهٔ مشایخ این طریقت اولیاء متابعانِ پیغمبرانند و مصدقانِ دعواتِ ایشان و انبیاء فاضل تر ند از اولیاء ازانچه نهایتِ ولایت بدایتِ نبوت باشد و جمله انبیاء ولی باشند اما از اولیاء کسی نبی نباشد

(کشف المحجوب فارسی (نسخه حضرت بهاؤ الدین ملتانی)، الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء، صفحه نمبر: 258)

تو جان لے! اس طریقت کے تمام مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اولیاء ہر حال میں انبیاء کرام علیہم السلام کے پیروکار رہوتے ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے پیغامات کی تصدیق کرتے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام اولیاء سے افضل ہوتے ہیں کیونکہ جہاں جا کے ولایت کی انتہاء ہوتی ہے، وہاں سے نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔ جتنے بھی انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں، وہ ولی ضرور ہوتے ہیں مگر کوئی ولی (محض ولی) نبی نہیں ہوسکتا۔

نیز آپ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

پس انبیاء صلوات اللّٰه و سلامه علیهم داعیان اند و ائمه و اولیاء

متابعانِ ایشان باحسان و محال بود کہ مأموم از امام فاضل تر بود۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بہاؤ الدین ملتانی)، الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء، صفحہ نمبر : 258)

پس انبیائے کرام علیہم السلام دعوت دینے والے اور امام ہیں اور اولیاء اچھے طریقے سے ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور یہ محال ہے کہ مقتدی اپنے امام سے افضل ہو جائے۔

سوال نمبر:3

نبوت اور ولایت میں فرق کیا ہے؟ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ نبی دنیا میں آتو چکا ہو مگر ابھی نبی نہ ہو؟

جواب:

سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز ''الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء'' میں فرماتے ہیں:

لا جرم ولایت را بدایت و نہایت است و نبوّت را نیست تا بودند نبی بودند و تا باشند نبی باشند و پیش ازانکہ موجود نبودہ اند اندر معلوم و مرادِ حق تعالیٰ ھمان بود۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بہاؤ الدین ملتانی)، الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء، صفحہ نمبر : 259)

یقینی طور پر ولایت کے لیے ابتداء اور انتہاء دونوں ہیں، نبوت کے لیے نہیں۔ چنانچہ نبی جب معرضِ وجود میں آئے، تو نبی تھے۔ جب تک رہے، نبی بن کے رہے۔ اور جب تک دنیا میں نہیں آئے تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں نبی ہی تھے۔

نیز آپ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

ولی مخصوص ست بکرامت و نبی بمعجزات **و المعجزة لم تكن بعينها انما كانت معجزة لحصولها و من شرطهما اقتران دعوىٰ النبوة بهما فالمعجزات تختص للانبياء و الكرامات تكون للاولياء** و چون ولی ولی باشد و نبی نبی میانِ ایشان هیچ شبهت نباشد تا ازین احتراز باید کرد که شرف و مراتبِ پیغامبران علیهم السلام بعلوِّ رتبت و صفائ عصمت است نه بمجرد معجزه یا کرامت یا باظهار بر ایشان فعل ناقضِ عادت۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بهاؤ الدین ملتانی)،
الکلام فی اثبات الکرامات، صفحہ نمبر: 235)

ولی کرامت کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے اور نبی معجزات کے ساتھ۔ اور ہر معجزہ بذاتِ خود معجزہ نہیں ہوتا بلکہ معجزہ اپنے حصول کے لحاظ سے معجزہ ہوتا ہے۔ معجزہ کی شرائط سے یہ ہے کہ وہ دعویٰ نبوت کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ پس معجزہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے اور کرامات اولیاء کی ہوتی ہیں۔ اور چونکہ ولی، ولی ہے اور نبی نبی ہوتا ہے ان کے درمیان کوئی مشابہت نہیں ہوتی کہ اس مشابہت سے احتراز کرنا پڑے۔ انبیاء علیہم السلام کی عظمت کا مدار ان کا بلند مرتبہ اور صفا کے لحاظ سے معصوم ہونا ہے نہ کہ محض معجزہ یا کرامت یا خرقِ عادت امور کو ظاہر ہونے سے۔

سوال نمبر: 4

کوئی ایسا فرق بھی ہے جن کے نزدیک اولیاء انبیاء سے افضل ہوں؟

جواب:

ہاں! یہ حشویہ کا مذہب ہے۔ داتا صاحب فرماتے ہیں:

و ایشان گویند که اولیاء فاضلتر از انبیاء اند و این ضلالت مر ایشان را کفایت بود که جاهلی را فاضلتر از محمد مصطفی ﷺ می گویند

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بهاؤ الدین ملتانی)، الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء، صفحہ نمبر : 257)

حشویہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے افضل ہیں۔ان کی گمراہی کے لیے یہی کافی ہے کہ ایک جاہل کو حضرت محمد ﷺ پر فضیلت دیتے ہیں۔

سوال نمبر:5

انبیائے کرام علیہم السلام کو اولیائے کرام سے کس قدر افضل جاننا چاہیے؟

جواب: سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز "الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء" میں فرماتے ہیں:

پس یك نفسِ انبیاء علی نبینا و علیهم الصلوٰۃ والسلام فاضل تر از همه روزگارِ اولیاء۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بهاؤ الدین ملتانی)، الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء، صفحہ نمبر : 258)

پس انبیاء کرام علیہم السلام کی ایک سانس دنیا بھر کے اولیاء کے مقابلے میں زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

تنبیہ:

جتنے بھی غیر انبیاء ہیں، وہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے افراد ہوں، یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے افراد ہوں، داتا صاحب کے عقیدے کے مطابق وہ کسی نبی کی ایک سانس کے برابر نہیں ہوسکتے۔حالاتِ حاضرہ میں مقام نبوت ﷺ کو کچھ لوگوں نے اتنا سطحی بنا دیا ہے کہ وہ غیر نبی کو نبی پر ترجیح دینے میں بڑے بیباک نظر آتے ہیں۔رفض کے یہ

اثراتِ بد اہل سنت و جماعت میں بھی سرایت کرنے لگے ہیں کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبوت کے ہم پلہ یا نبوت سے بھی افضل قرار دے دیا جاتا ہے جو کہ صریح کفر ہے۔

سوال نمبر: 6

انبیائے کرام علیہم السلام اور ملائکہ میں سے افضل کون ہے؟

جواب:

بدانکه اتفاق اهل سنت و جماعت و جمهور مشایخ طریقت انبیاء و آنان که محفوظ اند از اولیاء فاضل تر اند از فرشتگان بخلاف معتزله که ایشان ملایکه را فاضل تر از انبیاء گویند۔

(کشف المحجوب فارسی، الکلام فی تفضیل الانبیاء و الاولیاء علی الملائکۃ، صفحہ نمبر: 260)

آپ نے مقامِ انبیاء اور مقامِ ملائکہ کا تقابل کرتے ہوئے یہ فرمایا:

جان لو کہ تمام اہل سنت و جماعت اور جمہور مشائخِ طریقت کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء میں سے جو محفوظ ہیں، وہ فرشتوں سے افضل ہیں۔ جبکہ معتزلہ ملائکہ کو انبیاء سے افضل مانتے ہیں۔

﴿عقیدۂ معصومیت﴾

سوال نمبر: 7

کیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کسی ہستی کو معصوم مانا جاسکتا ہے؟

جواب:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جس طرح آخری نبی ہیں، ایسے ہی آخری معصوم بھی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو یا اہل بیت اطہار رضی اللہ

تعالیٰ عنہم میں کسی کو یا اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو یا ان کے علاوہ کسی بھی فرد کو معصوم ماننا جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر:8

اگر کوئی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو معصوم مانے تو اس سے خرابی کیا لازم آتی ہے؟

جواب:

اگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو معصوم مانا جائے تو اس سے ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ معصومیت نبوت کی شرط ہے۔ جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے معصوم ہونے کا قول کیا جائے گا تو یہ دوسرے لفظوں میں معاذ اللہ اس کو نبی ماننے کا قول ہوگا۔

سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

پیش ازین گفته ام که اولیاء معصوم نه باشند که عصمت شرطِ نبوت است

(كشف المحجوب فارسى، الكلام فى اظهار جنس المعجزة على يد من يدعى الالهية، صفحه نمبر : 242)

اس سے قبل ہم بتا چکے ہیں کہ اولیاءِ کرام معصوم نہیں ہوتے اس لیے کہ عصمت شرطِ نبوت ہے نہ کہ شرطِ ولایت۔ مگر اولیاء الٰہی ہر قسم کے آفات سے محفوظ ضرور رہوتے ہیں۔

﴿عقیدۂ افضلیت وخلافتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لحاظ سے آج کے تفضیلی اور اہلِ ترفض جو طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں، سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز نے ان تمام شکوک وشبہات اور وسوسات کا ازالہ کر دیا ہے۔

سوال نمبر:9

کیا سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کے صرف سیاسی خلیفہ بلا فصل ہیں یا مطلقاً خلیفہ بلافصل ہیں؟ یعنی سیاسی لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے بھی؟ نیز تعلیماتِ گنج بخش قدس سرہٗ العزیز میں سے یہ بھی واضح کریں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافتِ بلافصل ظاہری بھی تھی اور باطنی بھی تھی؟

جواب:

خلافت کی سیاسی اور روحانی کی طرف تقسیم یا خلافت کی ظاہری یا باطنی کی طرف تقسیم تعلیماتِ گنج بخش قدس سرہٗ العزیز کے سراسر منافی ہے۔اصل میں چونکہ روافض کو تو اصولِ اہلِ سنت کا کوئی لحاظ نہیں، چنانچہ وہ تو مطلقاً خلافتِ بلافصل کے منکر ہیں۔اور جو لوگ اہلِ سنت میں شمار ہونے کی بنیاد پر خلافتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلائل کا مبینہ انکار کرنے کی جسارت نہیں کر پاتے،اور دوسری طرف ان کا میلان روافض کے نظریہ کی طرف ہوتا ہےتو وہ پھر خلافت کی اقسام بنا کر اپنے موقف کی گنجائش بنانا چاہتے ہیں۔یہ علیحدہ بات ہے کہ رفض کی طرف عدمِ میلان کے باوجود بھی ایسے قول کا صدور رہو۔جہاں تک سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز کا تعلق ہے، آپ نے تو حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہی روحانی اور باطنی خلیفہ اول کے لحاظ سے کیا ہے۔کشف المحجوب شریف میں آپ نے تصوف اور اہلِ تصوف کے تذکرے کے بعد بڑے صوفیاء کے آئمہ کے ابواب ذکر کیے ہیں۔پہلے نمبر پر جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے صوفیاء کے امام ہیں، ان کا تذکرہ کیا ہے۔اور دوسرے نمبر پر جو اہلِ بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے صوفیاء کے امام ہیں، انہیں ذکر کیا ہے۔سیدنا گنج بخش قدس سرہٗ العزیز نے صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین و تبع تابعین کے صوفیاء کے اماموں میں سے جس شخصیت کو امامِ اول قرار دیا، وہ حضرتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔اسی لیے آپ نے سب سے

پہلے اُمت کے سب سے بڑے صوفی اور سب سے بڑے ولی کے طور پر حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

سوال نمبر:10

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تو بانی اسلام اور پیغمبر اسلام ہیں۔وہ کون سی ہستی ہیں جنہیں اُمت میں سے سب سے پہلے ''شیخ الاسلام'' کہا گیا؟ اور یہ لقب کس عظیم ہستی نے کس عظیم ہستی کو دیا؟

جواب:

سیدنا داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب شریف میں حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ جہاں اُمت کے امامِ اول کی حیثیت سے کیا، وہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے القابات کو ذکر کرتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب سے پہلا لقب ''شیخ الاسلام'' لکھا۔یہ بات ان لوگوں کے لیے بھی بہت لمحہ فکریہ ہے جو سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز کو تو بہت بڑا ولی مانتے ہیں مگر داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جنہیں ''شیخ الاسلام'' مانتے ہیں، یہ لوگ ان کی ولایت میں آج شک کرنے لگے ہیں۔یقیناً سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا بڑا لقب لکھتے ہوئے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا غور و خوض کیا ہوگا کیونکہ آپ نے دیگر خلفائے راشدین یا اُمت کے دیگر اولیاء میں سے کسی کے لیے بھی اس لقب کا ذکر نہیں کیا۔اگر چہ بعد میں بعض شخصیات نے بعض بڑی ہستیوں کے لیے یہ لقب لکھا اور آج بعض ایسے بھی ہیں جو بقلمِ خود شیخ الاسلام ہیں مگر لگتا ہے کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لقب حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرتے ہوئے لکھا کیونکہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''شیخ الاسلام'' کہا کرتے تھے۔اس کی دلیل ملاحظہ ہو:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ :قَالَ فَتًى مِنْ بَنِي هَاشِمٍ لِعَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنْ صِفِّيْنَ: سَمِعْتُكَ تَخْطُبُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْجُمُعَةِ تَقُوْلُ :اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْنَا بِمَا أَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ، فَمَنْ هُمْ؟ فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ :أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ إِمَامَا الْهُدٰى وَ شَيْخَا الْإِسْلَامِ وَ الْمُهْتَدٰى بِهِمَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، مَنْ اتَّبَعَهُمَا هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ، وَ مَنِ اقْتَدٰى بِهِمَا يُرْشَدُ، وَ مَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَهُوَ مِنْ حِزْبِ اللّٰهِ، وَ حِزْبُ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(كنز العمال، المجلد: 13، رقم الحديث: 36107، رقم الصفحة: 11، مؤسسة الرسالة بيروت)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین سے واپس لوٹے تو بنی ہاشم کے ایک نوجوان نے آپ سے سوال کیا کہ اے امیر المومنین! میں نے آپ کو جمعہ میں یہ کہتے سنا ہے: اے اللہ! جس طرح تو نے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصلاح کی، ایسے ہی ہماری اصلاح فرما۔ تو یہ بتائیے کہ وہ خلفاء راشدین کون ہیں؟ اس پر حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑیں اور فرمایا: وہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جو دونوں ہدایت کے امام ہیں اور دونوں شیخ الاسلام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان دونوں کی پیروی ہدایت کی ضمانت ہے۔ جس نے ان دونوں کی پیروی کی، اس کی سیدھے رستے کی طرف رہنمائی کر دی گئی اور جس نے ان دونوں کی اقتداء کی، اس کی رہنمائی کر دی گئی۔ جس نے ان دونوں سے پختہ وابستگی اختیار کی پس وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت سے ہے اور اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے۔

ایسے ہی امام عصام الدین اسماعیل بن محمد حنفی علیہ الرحمہ نے بھی تفسیر بیضاوی کے حاشیہ قونوی میں اس کو ذکر کیا ہے۔

(حاشية القونوي على تفسير البيضاوي، المجلد: 2، سورة البقرة، رقم الآية: 14، رقم الصفحة: دار الكتب العلمية بيروت)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء کے اندر جب اس روایت کو ذکر کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کے اضافہ کے ساتھ روایت کیا:

فَقَالَ: هُمَا حَبِيْبَايَ أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ، إِمَامَا الْهُدَى، وَ شَيْخَا الْإِسْلَامِ،

(تاريخ الخلفاء، باب فضائل علي، فصل في نبذ من اخبار علي و قضاياه، رقم الصفحة: 178، مير محمد كتب خانه كراچي)

وہ دونوں میرے محبوب حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، وہ دونوں ہدایت کے امام اور شیخ الاسلام ہیں۔

یہاں تک کہ روافض نے بھی اس روایت کو تسلیم کیا۔ ابو جعفر طوسی اپنی کتاب "تلخیص الشافی" میں لکھتا ہے:

وَ رُوِيَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَ إِلَى أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِي الْخُطْبَةِ آنِفًا: اَللّٰهُمَّ! أَصْلِحْنَا بِمَا أَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ، قُلْتُ: فَمَنْ هُمَا؟ قَالَ: حَبِيْبَايَ وَ عَمَّاكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ إِمَامَا الْهُدَى، وَ شَيْخَا الْإِسْلَامِ وَ رَجُلَا قُرَيْشٍ، وَ الْمُقْتَدَى بِهِمَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اقْتَدَى بِهِمَا عَصَمَ، وَ مَنْ اتَّبَعَ آثَارَهُمَا هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

(تلخيص الشافي، المجلد: 3، رقم الصفحة: 218، مكتبة الصفاء قم)

سوال نمبر: 11

کیا حضرت سیدنا گنج بخش ہجویری قدس سرہ العزیز حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام تسلیم کرتے ہیں؟

جواب:

بالکل! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا جو عنوان لکھاہے، اس میں سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے القاب میں سے یہ لقب بھی تحریر کیا ہے:

"از بعد انبیای خیر الانام"

(کشف المحجوب فارسی(نسخہ حضرت بهاؤ الدین ذکریا ملتانی)، باب فی ذکر ائمتهم من الصحابة، صفحہ نمبر: 69)

انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل۔

آپ نے تو حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف "افضل البشر بعد الانبیاء علیهم السلام" ہی نہیں مانا بلکہ "افضل الخلق بعد الانبیاء علیهم السلام" بھی تسلیم کیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ کو "افضل الخلائق بعد الانبیاء علیهم السلام" بھی تسلیم کیا ہے۔ اس کا ثبوت ملاحظہ کیجیے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

صدیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ مقدّمِ جمیع خلائق ست از بعدِ انبیاء صلوات اللّٰہ علیهم اجمعین و روا نباشد کہ کسی قدم اندر پیشِ وی نهد۔

(کشف المحجوب فارسی، باب فی ذکر ائمتهم من الصحابة، صفحہ نمبر: 69)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بعد تمام خلائق پر مقدم ہیں اور کسی کے لیے آپ سے آگے قدم رکھنا جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر:12

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوری اُمت مسلمہ کا امامِ طریقت کس ہستی کو قرار دیا ہے؟ نیز یہ بھی واضح کریں کہ پوری اُمت کے امامِ طریقت کے منصب پر فائز ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

جواب:

داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمیع اُمت مسلمہ کا امامِ طریقت قرار دیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی شرائط اور وجوہات کو بیان کیا ہے:

"از انچہ صفا را اصلی و فرعی است اصلش انقطاعِ دل است از اغیار و فرعش خلوۃِ دل ست از دنیاء غدار و این ہر دو صفتِ صدیقِ اکبرست ابو بکر عبد اللّٰہ بن ابی قحافہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما از انچہ امامِ اہلِ این طریقت اُو بود۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بھاؤ الدین ملتانی)، باب التصوف، صفحہ نمبر: 32)

اس لیے کہ صفا (تصوف و تزکیۂ باطن) کی ایک اصل (جڑ) ہے اور ایک فرع (شاخ) ہے۔ صفا کی اصل اغیار سے دل کا منقطع ہونا ہے اور صفا کی فرع دل کا دنیائے غدار سے خالی ہونا ہے۔ اور یہ دونوں صفتیں حضرت ابو بکر عبد اللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاصل تھیں۔ اس بنیاد پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ طریقت کے امام قرار پائے ہیں۔ یہی وجہ ہے

اِنَّ الصَّفَا صِفَةُ الصِّدِّيْقِ
اِنْ اَرَدْتَّ صُوْفِيًّا عَلَى التَّحْقِيْقِ

یعنی اگر تو واقعی صوفی ہونے کا متلاشی ہے تو یاد رہے کہ صوفی کی شانِ صفا تو صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تھی۔

یاد رہے! سیدنا داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "شیخ الاسلام" کہا، "و از بعد انبیاء خیر الانام" کہا، "امام و سید اہلِ تجرید" کہا، "شہنشاہِ اربابِ تفرید" کہا، اور "امامِ اہلِ طریقت" کہا، وہاں حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "مقتدائے اولیاء و اصفیاء" بھی کہا۔ یاد رہے! کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ان عبارات میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داتا صاحب

رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علی الاطلاق امام اہل طریقت ہیں اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اپنے درجہ میں اور سلاسلِ طریقت کو فیض رسانی میں اولیاء و صوفیاء کے مقتداء و پیشوا ہیں۔

سوال نمبر:13

حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز نے رسولِ اکرم ﷺ کے بعد تمام مسلمانوں کے دین کا بھی کسی شخصیت کو امام قرار دیا ہے؟

جواب:

جی ہاں! آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمیع مسلمانوں کے دین کا امام بھی حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

امامِ دینِ ہمہ مسلمانان ویست عامّ و امامِ اهلِ این طریقت ویست و خاص رضی الله تعالیٰ عنه۔

(کشف المحجوب فارسی، باب فی ذکر ائمتهم من الصحابة، صفحه نمبر: 69)

عمومی طور پر حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام مسلمانوں کے دین کے امام بھی ہیں اور خصوصی طور پر اہلِ طریقت کے امام بھی ہیں۔

نوٹ:

یہاں سے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ظاہری اور باطنی دونوں خلافتوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولیت کو بیان کیا ہے۔

سوال نمبر:14

کیا حضرت سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز رسولِ اکرم ﷺ کے چچا جناب ابو طالب کے ایمان کے قائل تھے؟

جواب:

ہرگز نہیں! حضرت سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرۂ العزیز ابو طالب کے ایمان کے بارے میں وہی نظریہ رکھتے تھے جو آپ سے پہلے جمہور اُمت مسلمہ کا نظریہ تھا اور آج بھی جمہور اُمت مسلمہ کا نظریہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے کہنے کے باجود ابو طالب نے کلمہ نہ پڑھا۔ چنانچہ ایمان ثابت نہ ہوسکا۔ داتا صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

از مخلوقات کس را قدرتِ آن نیست کہ کسی را بخدائے رساند مستدلّ از ابو طالب عاقل تر نہ باشد و دلیل از محمد مصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بزرگتر نہ چون جریانِ حکمِ ابو طالب بر شقاوت بُود دلالتِ محمد مصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم او را سود نداشت۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بہاؤ الدین ملتانی)، صفحہ نمبر: 293)

مخلوقات میں سے کسی کو یہ قدرت نہیں کہ وہ کسی کو (اپنے طور پر) خدا تک پہنچا سکے۔ استدلال کرنے والوں میں ابو طالب سے زیادہ کوئی عقلمند نہ تھا اور رسولِ اکرم ﷺ سے بڑھ کر اللہ کے ایک ہونے کی کوئی دلیل نہیں تھی۔ چونکہ ابو طالب پر شقاوت کا حکم جاری ہو چکا تھا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رہنمائی سے ابو طالب کو کوئی فائدہ نہ پہنچ سکا۔ (یعنی اس نے کلمہ نہیں پڑھا۔)

سوال نمبر:15

کیا ایمانِ ابی طالب کی نفی کرنا یا کروانا ضروریاتِ دین میں سے ہے؟

جواب:

یہ ہرگز ضروریاتِ دین میں سے تو نہیں ہے اور نہ ہی جو ایمانِ ابی طالب کا قائل ہو، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ لیکن ایمانِ ابی طالب کے عصرِ حاضر کے بعض قائلین

کی طرف سے ایمانِ ابی طالب نہ ماننے والوں پر بدعت، گمراہی اور کفر کے فتوے جب داغے گئے تو اس سے مسئلہ کی نوعیت بدل گئی۔ ان کی ایسی حرکتوں سے بعض ضروریاتِ دین بھی زد میں آنے لگیں تو اس کے نتیجے میں ایمانِ ابی طالب کی نفی کا موضوع اعتقادی طور پر بہت اہمیت اختیار کر گیا۔ ماضی میں ایمانِ ابی طالب کا مسئلہ سادات یا غیر سادات کے درمیان اختلافی نہیں رہا، بلکہ اہلِ سنت اور روافض کے درمیان اختلافی ہے۔ کیونکہ جمہور اہلِ سنت عدمِ ایمان کے قائل ہیں جبکہ جمہور روافض ایمانِ ابی طالب کے قائل ہیں۔ اصولِ اہلِ سنت کے مطابق ایمانِ ابی طالب پر کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔ اسی لیے سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب میں صرف عدمِ ایمانِ ابی طالب کا ہی ذکر نہیں کیا بلکہ اس کے اوپر کچھ اور مسائل کی بھی بنیاد رکھی۔ ہاں! اگر کوئی ایمانِ ابی طالب کا قائل ہو تو بشرطیکہ عدمِ ایمانِ ابی طالب کے قائلین پر طعن و تشنیع نہ کرے، اس سے صرفِ نظر کیا جائے گا۔ اور اگر عدمِ ایمانِ ابی طالب کے قائلین پر طعن کرے یا کفر و بدعت کا فتویٰ لگائے تو اس کا سختی سے محاسبہ کیا جائے گا کیونکہ اس طعن و تشنیع کی زد اکابرینِ اُمت پہ پڑتی ہے جس سے آئمہ حدیث اور رجالِ حدیث کا معاذ اللہ مجروح ہونا لازم آتا ہے جس کا تمام تر فائدہ روافض کو پہنچتا ہے۔ عدمِ ایمانِ ابی طالب پر قرآن و سنت، فقہ و تصوف، کلام و لغت سے اگر چہ ہزاروں حوالہ جات موجود ہیں لیکن اس سلسلہ میں سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز کی یہ تصریح کئی وجوہ سے ازالہ تشویش کے لیے کافی ہے۔ یاد رہے! بلاوجہ عدمِ ایمانِ ابی طالب کی بحث کو چھیڑنا مناسب نہیں لیکن جب کوئی حقائق کو مسخ کر رہا ہو تو حقائقِ اسلامی کے تحفظ کے لیے جواب دینا ضروری ہے۔ لیکن جواب دیتے وقت بھی نہایت شستہ اور سنجیدہ انداز اپنایا جائے تا کہ رسولِ پاک ﷺ کے چچا کی توہین نہ ہو۔ یاد رہے! محققین اہلِ سنت کے نزدیک ان کے کفر کو حسبِ ضرورت بیان کرنا یہ توہین نہیں ہے جیسا کہ حضرت پیر سید دیدار علی شاہ صاحب فرماتے ہیں:

''کفر کو کفر کہنا حکمِ شریعت بیان کرنا ہے، ہرگز گالی نہیں۔''

(فتاویٰ دیداریہ، جلد نمبر: 1 صفحہ نمبر: 654، مکتبۃ العصر)

سوال نمبر:16

کیا حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد تھے؟

جواب:

جی ہاں! جس طرح کہ امام بخاری نے صحیح بخاری شریف جلد نمبر 1 کی "کتاب الجهاد" میں "باب حمل الرجل امر أته في الغزو" کے اندر، صحیح بخاری شریف جلد نمبر 2 کی "کتاب المغازی" میں "بَابُ ذِكْرِ أُمِّ سَلِيْطٍ" کے اندر اس حقیقت کا ذکر کیا۔ امام نسائی نے سنن نسائی شریف جلد نمبر 2 کی "کتاب الجنائز" میں "اجتماع جنائز الرجال و النساء" میں اسے لکھا۔ امام ابن عابدین نے فتاویٰ شامی جلد نمبر 8 کی "کتاب النکاح" میں "باب الکفائة" کے اندر اور امام عبداللہ بن احمد حنبلی نے المغنی جلد نمبر 7 کی "کتاب النکاح" میں "باب الکفائة" کے اندر اسے ذکر کیا۔ ایسے ہی کشف المحجوب شریف میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز "باب آدابهم فی التزویج و التجرید" میں فرماتے ہیں:

اندر خبر است کہ عمر بن خطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ مر اُم کلثوم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا را کہ دختر فاطمہ بنت محمد مصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و رضی عنہما خِطبہ کرد از پدرش علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ و کرم اللّٰہ وجہہ علی گفت او بس خُرد است و تو مردِ پیری و مرا نیت آن ست کہ او را ببرادر زادہٴ خود خواہم داد عبد اللّٰہ بن جعفر عمر کس فرستاد یا ابا الحسن! اندر جہان زنانِ بزرگ بسیارند و مرادِ من از اُم کلثوم نہ دفع شہوت است کہ اثباتِ نسل است کہ از

پیغمبر صلی اللّٰه علیه وسلم شنیدم کل حسب و نسب ینقطع بالموت الا حسبی و نسبی و یروی کل سبب و نسب الی سببی و نسبی اکنون مرا سبب هست بایدم که نسبت نیز باشد تا بهر دو طرف متابعت وی محکم گردانیده باشم علی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه اُم کلثوم را بعمر داد و زید بن عمر از وی بیامد رضی اللّٰه تعالیٰ عنه۔

(کشف المحجوب فارسی، باب ادابهم فی التزویج و التجرید، صفحہ نمبر: 409-408)

حدیث میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اُم کلثوم بنت سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نکاح کی درخواست ان کے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کی۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ وہ صغیرہ ہے اور آپ معمر ہیں، اور میرا خیال ہے کہ میں اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا نکاح کروں ۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدمی بھیجا اور کہلوایا کہ اے ابوالحسن رضی اللہ عنک! دنیا میں بڑی عمر والی عورتیں بہت ہیں، اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میری نیت دفعِ شہوت نہیں بلکہ نسب ثابت کرنا مراد ہے۔اس لیے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "كُلُّ نَسَبٍ وَ حَسَبٍ يَنْقَطِعُ بِالْمَوْتِ اِلَّا نَسَبِيْ وَ حَسَبِيْ" موت سے تمام نسب وحسب منقطع ہو جائیں گے مگر میرا نسب وحسب۔اور ایک روایت میں ہے: "كُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ يَنْقَطِعُ اِلَّا سَبَبِيْ وَ نَسَبِيْ" ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائیں گے مگر میرا سبب اور نسب۔اب مجھے سبب تو حاصل ہے، نسب آپ کے ذریعے حاصل کرنا چاہتا ہوں تا کہ دونوں طرفوں کو نبی اکرم ﷺ کی پیروی سے محکم کرنے والا ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی صاحبزادی اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں دے دیں۔پھر حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت زید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متولد ہوئے۔

کشف المحجوب شریف کے نسخہ تہران کے صفحہ نمبر 315 کے حاشیے میں لکھا ہے:

"اُم کلثوم رضی اللّٰه تعالیٰ عنها یك پسر و یك دختر از عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه داشت۔ زید و رقیه۔ زید بن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما را بواسطهٔ پدر و جدّ بزرگوارش ذوالهلالین می گفتند۔

(کشف المحجوب (نسخه تهران)، صفحه نمبر: 315، تصوف فاؤنڈیشن)

کہ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ بیٹے کا نام زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بیٹی کا نام رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ حضرت زید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے عظیم نانا (سرورِ کونین ﷺ) اور عظیم باپ (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وجہ سے "ذوالہلالین" یعنی "دو چاندوں والے" کہلاتے تھے۔

سوال نمبر:17

سیدہ اُمِ کلثوم بنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا معاملہ کیا محض ایک تاریخی مسئلہ ہے یا اس کی کوئی فقہی و اعتقادی اہمیت بھی ہے؟

جواب:

یہ مسئلہ اہلِ سنت اور روافض کے درمیان صدیوں سے اختلافی مسئلہ ہے۔ اس پر کتابیں بھی لکھیں گئیں اور مناظرے بھی ہوئے۔ لیکن اہلِ سنت کے درمیان یہ ہمیشہ اتفاقی رہا۔ یہاں تک کہ محمود شاہ ہزاروی متوفی 1992ء نامی ایک شخص جو کہ بظاہر اہلِ سنت میں سے شمار ہوتا تھا، پہلی مرتبہ اس نے نکاحِ سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار کیا۔ اس پر کچھ رسالے لکھے اور پھر اس نے ایک شدید فتنے کی صورت اختیار کر لی۔ اگر یہ معاملہ صرف انکار تک رہتا تو محض ایک حقیقت کا انکار تھا، مگر یہ نکاح جو خلفائے راشدین میں سے دو عظیم

ہستیوں کا فیصلہ تھا،سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز سمیت ہزاروں ائمہ دین نے جس کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ بڑے مستند طریقے سے اپنی کتابوں میں ذکر بھی کیا، اس پر محمود شاہ ہزاروی نے ان تمام اکابرین امت کے اس نظریے کو لعن طعن کا نشانہ بنایا۔اس نے اپنی کتاب ''شرافتِ سادات'' کے صفحہ نمبر 73 پر لکھا:

''اُم کلثوم کے متعلق نکاح کا تبرائی فیصلہ شانِ صحابہ واہلِ بیت اطہار کے قطعاً منافی گھناؤنی خرافات پر مشتمل ہے............اہلِ علم وادب پر ایسی خرافات کی تائید وتشہیر نہ بلکہ تردید لازم ہے۔''

(شرف سادات، صفحہ نمبر: 73، مکتبہ محمودیہ محبوب آباد حویلیاں ضلع ایبٹ آباد)

نیز اس نے اپنی کتاب مقامع السنیۃ کے صفحہ نمبر 290 پر لکھا:

''باقی رہا اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبین ومضطرب اور بے اصل محض فسانہ کی نقل اڑانے والے اگر چہ دعویٰ سنیت کرتے ہیں مگر دراصل یہ بدترین تبراء ہے جسے ہوا دی جارہی ہے ۔ہم علماء اہلِ سنت پر اس کا رد کرنا اب واجب ہے جب کہ بد سے بدتر شر کا موجب بن رہا ہے اہلِ بیت اور صحابہ کی تنقیص اور شدید توہین وایذاء کا موجب رہا ہے۔''

(مقامع السنیۃ، صفحہ نمبر: 290، مکتبہ محمودیہ محبوب آباد حویلیاں ضلع ایبٹ آباد)

سنی ہونے کے دعویدار ایک شخص نے جب صحابہ واہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اس عمل کو اتنی شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔تو اس بنیاد پر اب یہ قضیہ بہت اہم قرار پا گیا۔ضروری تھا کہ اس کے بارے میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف منظرِ عام پر لایا جائے ۔نیز یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ محمود شاہ ہزاروی کا یہ فتنہ محبت اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شکل میں آگے بڑھایا جارہا ہے ۔اور محبت اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہی نکاح سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انکار کی دلیل بنایا جارہا ہے ۔اور محبت اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک من گھڑت تشریح کی بنیاد پر اہلِ سنت و جماعت کے چودہ صدیوں کے عقیدے پر ناصبیت کا الزام لگایا جارہا ہے ۔اور یہ تمام تر فتنہ پروری عبدالقادر

شاہ، ریاض شاہ وغیرہ کی صورت میں کی جارہی ہے۔اس وجہ سے بھی داتا گنج بخش ہجویری رحمہ اللہ تعالٰی کے حوالے سے یہ حقیقت منظر عام پہ لائی جارہی ہے۔

سوال نمبر:18

حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہُ العزیز نے صوفیائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے ائمہ میں دوسرے، تیسرے اور چوتھے نمبر پر کن ہستیوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے کیا القاب ذکر کیے ہیں؟

جواب:

آپ رحمہ اللہ تعالٰی نے صوفیائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دوسرے امام کے طور پر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ذکر کیا ہے اور یہ القاب بتائے ہیں:

سرهنگِ اهلِ ایمان، صعلوکِ اهلِ احسان، امامِ اهلِ تحقیق، اندر بحرِ محبت غریق۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخہ حضرت بهاؤ الدین ملتانی)، باب فی ذکر ائمتهم من الصحابة، صفحه نمبر: 69)

سردارِ اہلِ ایمان، پیشوائے اربابِ احسان، امامِ اہلِ تحقیق، محبت کے سمندر میں غریق

صوفیائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ کے تیسرے امام کے طور پر داتا صاحب رحمہ اللہ تعالٰی نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ان القاب سے ذکر کیا ہے:

گوهرِ گنجِ حیاء، اعبدِ اهلِ صفاء، متعلق به درگاهِ رضا، متحلّی بطریقِ مصطفی ﷺ

(کشف المحجوب فارسی (نسخه تهران)، باب فی ذکر ائمتهم من الصحابة، صفحه نمبر: 59)

حیاء کے خزانہ کے موتی، اہلِ صفا کے سب سے زیادہ عبادت گزار، ہر وقت درگاہِ کبریا سے وابستہ، رسولِ اکرم ﷺ کی سنت سے آراستہ و پیراستہ۔

صوفیائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چوتھے امام کے طور پر داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکران القابات کے ساتھ کیا ہے:

برادرِ مصطفی ، غریقِ بحرِ بلا ، حریقِ نارِ ولا ،مقتدائے جملہ اولیاء و اصفیاء۔

(کشف المحجوب فارسی، باب فی ذکر ائمتھم من الصحابۃ، صفحہ نمبر: 72)

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی، آزمائشوں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے، محبت خداوندی کی آگ میں جلے ہوئے ،تمام اولیاء و اصفیاء کے مقتداء۔

سوال نمبر:19

سیدنا داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیائے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ائمہ میں سے صرف چار کا ذکر کیوں کیا ہے؟ جبکہ صوفیائے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اور بھی امام ہیں؟

جواب:

ان چار کے ذکر سے باقی اماموں کی نفی نہیں ہوتی، بلکہ ان چار کا اثبات ہوتا ہے۔اور یہ واضح اور حتمی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جو ان چاروں کا مقام ہے،وہ اور کسی کا نہیں ہے۔اور جو ان چاروں کی خصوصیات ہیں،وہ بھی اور کسی کی نہیں ہیں۔جیسے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امامت کے لحاظ سے چار اماموں کی اصطلاح بنائی ہے،ایسے ہی ہمارے معاشرے میں ''حق چار یار'' کا نعرہ بھی لگایا جاتا ہے۔جیسے یہاں چاروں کی امامت سے باقی کی امامت کی نفی نہیں ہوتی ،ایسے ہی ''حق چار یار'' کہنے سے باقی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق ہونے کی نفی بھی نہیں۔

اس سلسلہ میں امام العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق ملاحظہ ہو۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ''حق چار یار'' کے نعرے کے ایک منکر کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابھی نام نہاد مفتی کے اجداد بھی پیدا نہیں ہوئے ہوں گے کہ اہل سنت یہ نعرہ لگاتے تھے ''نعرۂ تحقیق، حق چار یار رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' ۔اور یہ نعرہ اہل سنت کی علامت تھی؛ لیکن مفتی مذکور یہ نعرہ لگانے سے منع کرتا ہے؛ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہ باطن رافضی ہے ۔اور تقیہ کے طور پر بظاہر اہلِ سنت کہلاتا ہے ۔مفتی مذکور کی منع نعرہ پر دلیل یہ ہے کہ اس نعرہ سے یہ لازم ہے کہ ''چار یار'' کے سوا کوئی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر نہیں ۔اس جاہل مفتی کو یہ معلوم نہیں کہ یہ تب لازم آتا، جب اس نعرہ میں حصر کا کلمہ ہوتا ۔مثلاً یوں ہوتا کہ ''نہیں حق مگر چار یار'' ۔یا یہ ہوتا کہ ''حق پر صرف چار یار ہیں'' ۔حالانکہ اس نعرہ میں حصر کا کوئی ایسا کلمہ نہیں ۔علمِ اصول میں ہے کہ محض کسی کے ذکر سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی ۔اس نعرہ کا تو صرف یہ معنی ہے کہ ''چار یار حق پر ہیں'' ۔دوسرے اصحاب کے حق پر ہونے کی نفی نہیں ہے ۔اگر اس جاہل مفتی کی منطق تسلیم کر لی جائے تو مفتی جب یہ کلمہ پڑھتا ہے ''محمد رسول اللہ ﷺ'' تو لازم آئے گا کہ محمد ﷺ کے سوا کوئی رسول اللہ نہیں ہے ۔تو اب مفتی اپنی اس منطق کے لحاظ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا ۔ان سب خرابیوں کا سبب جہالت ہے ۔لہٰذا ''نعرۂ تحقیق حق چار یار'' سے کوئی منافق رافضی ہی منع کرے گا؛ بلکہ اس نعرہ کا مرتبہ نعرۂ حیدری اور نعرۂ غوثیہ سے بھی مقدم تر اور بلند تر ہے ۔''

سوال نمبر:20

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں صلح کر لی ۔کیا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باہمی تعلقات بھی خوشگوار تھے؟

جواب:

چونکہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کسی کمزوری یا نفسانی خواہش سے نہیں کی تھی بلکہ رسولِ اکرم ﷺ کے حکم کی پیروی

کرتے ہوئے کی تھی۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس حدیث پر مطلع تھے اور اس صلح کو فرمانِ رسول ﷺ کو عملی جامہ پہنانے کا تقاضا سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس صلح پر راضی تھے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوشگوار باہمی تعلقات پر حضرت سیدنا داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دلیل پیش کی ہے:

روزی مردی بنزدیك وی(حسین بن علی) آمد و گفت یا پسرِ رسولِ خدای من مردِ درویشم و اطفال دارم مرا از تو قُوْت اِمشب می باید حسین وی را گفت بنشین که ما را رزقی در راه است تا بسیار نبد بسی بر نیامد که پنج صُرّه از دینار بیاوردند از نزد معاویه رضی اللّٰه تعالیٰ عنه اندر هر صرّه هزار دینار و گفتند که امیر المومنین (معاویه) رضی اللّٰه تعالیٰ عنه از تو عذر می خواهد و می گوید که این مقدار اندر وجه کهتران صرف باید کرد تا بر اثر تیمار نیکوتر داشته آید حسین رضی اللّٰه تعالیٰ عنه اشارت بدان درویش کرد و آن هر پنج صرّه بدو داد و از وی عذر خواست که بس دیر ماندی و این بس بی خطر عطائی بود که یافتی اگر من دانستمی که این مقدار ست ترا انتظار نفرمودی۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخۃ تهران)، باب فی ذکر ائمتهم من اهل البیت، صفحه نمبر: 63)

ایک روز ایک شخص حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے! میں نادار اور عیالدار ہوں، مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے آج شب کھانے کا انتظام درکار ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بیٹھ جا، ہمارا وظیفہ راستہ میں ہے، آجائے تو تجھے دے دیں تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ پانچ تھیلیاں دیناروں کی لائی گئیں، جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے آئی

تھیں۔ ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔ لانے والے نے کہا: حضور! امیر المومنین (معاویہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ معذرت کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ یہ جو کچھ ہے، یہ اپنے غلاموں میں تقسیم کر دیں پھر اس سے زیادہ مال بھیجا جائے گا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ کیا کہ اس درویش کو پانچوں تھیلیاں دے دی جائیں۔ اور ساتھ ہی عذر خواہی کی کہ میں نے آپ کو بہت دیر بٹھایا۔ آپ مجھے معاف کر دیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ پانچ ہی تھیلیاں آئیں گی تو میں کبھی آپ کو ان کے انتظار میں نہ بٹھاتا۔

سوال نمبر:21

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید پلید کی حکومتوں میں کیا فرق تھا؟

جواب:

سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

تا حق ظاهر بود مر حق را متابع بود و چون حق مفقود شد شمشير بر كشيد و تا جانِ عزيز فداى خداوند تعالىٰ نكرد نيارميد۔

(کشف المحجوب فارسی، باب فی ذکر ائمتهم من اهل البیت، صفحه نمبر: 76)

جب تک حق ظاہر تھا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل حق کے تابع اور حمایت کنندہ تھے اور جب حق مفقود ہو گیا تو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار نیام سے باہر نکالی اور جب تک اپنی جان، جان آفرین کے لیے قربان نہ کر دی اس وقت تک آرام نہیں کیا۔

تشریح:

یہاں سیدنا داتا گنج بخش ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلح کے بعد جو خلافتِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ تھی، اسے حق سے تعبیر کیا۔ چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک برحق تھی۔ اس لیے انہوں نے خلافتِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کی۔ اس عبارت میں حق مفقود ہونے سے مراد یزید پلید کا دورِ حکومت ہے کہ جب حق مفقود ہو گیا تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے خلاف خروج کیا اور اس وقت تک جہاد جاری رکھا، یہاں تک کہ آپ کی شہادت ہو گئی۔

تنبیہ:

آج بہت سے سادات جو روافض کے زیرِ اثر آ چکے ہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بغض کا شکار ہو چکے ہیں اور آپ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولنے سے اجتناب کرتے ہیں اور امیر المومنین کہنے پر تو لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں۔ جبکہ سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز نے بار بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" لکھا یہاں تک کہ آپ کے لیے کشف المحجوب شریف میں "امیر المومنین" کا لقب بھی استعمال کیا۔ سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

و گفتند کہ امیر المومنین (معاویہ) از تو عذر میخواهد۔

(کشف المحجوب فارسی (نسخۂ تهران)، باب فی ذکر المتهم من اهل البیت، صفحه نمبر: 63)

سوال نمبر:22

کیا یزید پلید کے کرتوتوں کی بنیاد پر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معاذ اللہ طعن کیا جا سکتا ہے؟

جواب:

ایسا ہرگز جائز نہیں۔ اسی لیے ہی حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یزید کا ذکر آنے پر لکھا:

یزید بن معاویه اخزاه الله دون ابیه

(کشف المحجوب فارسی، باب فی ذکر ائمتهم من اهل البیت، صفحه نمبر: 78،
نسخه حضرت بهاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرهٔ العزیز)

یزید بن معاویہ، اللہ یزید کو رسوا کرے نہ کہ اس کے والد کو۔

حضرت سیدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ العزیز نے جہاں یزید پلید کے بارے میں اپنے سخت جذبات کا اظہار ضروری سمجھا، وہاں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے شانِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دفاع بھی لازم سمجھا۔ ایک طرف تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے "لعنِ شخصی" کے اصول کی پابندی کی، دوسری طرف یزید کو بھی کوئی گنجائش دینا مناسب نہیں سمجھا۔ چنانچہ "لعنه الله" کی جگہ "اخزاه الله" لکھ دیا کہ اللہ اسے رسوا کرے۔ جب آپ نے "یزید بن معاویه اخزاه الله" لکھا تو ذہن میں آیا ہوگا کہ ضمیر منصوب کو قرب کی بنیاد پر کوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف راجع نہ کرے۔ تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑی مہارت کے ساتھ یہ دروازہ بند کیا اور محض اس مقصد کے لیے "دون ابیه" کے الفاظ کا اضافہ کیا۔ شریر لوگوں نے شانِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ کے تحفظ کی اس ہجویری کاوش کے خلاف بھی سازش کرنے کی کوشش کی۔ تہران سے کشف المحجوب شریف کا جو نسخہ چھپا، اس میں سے "دون ابیه" کے الفاظ کاٹ کے صرف "یزید بن معاویه اخزاه اللّٰه" لکھا گیا ہے۔

(کشف المحجوب فارسی: 64، نسخهٔ تهران)

ہم ایک طرف تو علمی ورثہ کے اندر سعودی عرب اور ایران کی جانب سے کی جانے والی علمی خیانتوں پر احتجاج کرتے ہیں اور دوسری طرف محققین اہل سنت سے التماس کرتے ہیں کہ وہ ہر وقت علمی ورثہ کے تحفظ کے لیے اپنی آنکھیں کھلی رکھیں۔



جیہڑے کل بیٹھدے سی سُنّیاں دی سیج تے
اَج اُوہ تے رافضی نیں ہوئے اِک پیج تھے
''گامے شاہ'' دا مسلک جناں من لیا اے
ہُن اُوہ کی لیندے نیں داتا دے سٹیج تے

پہلے ''عقائدِ سیدنا گنج بخش داتا علی ہجویری سیمینار'' کے موقع پر پہلی بار پڑھا گیا کلامِ امام جلالی
17-09-2021

داتا دا سٹیج ہوندا داتا دے غلاماں لئی
سُنّیاں دے خاصاں لئی تے سُنّیاں دے عاماں لئی
داتا دے عقیدیاں دے جیہڑے ہوئے منکر
کیہڑا منہ لے کے اُوندے داتا دے سلاماں لئی

دوسرے ''عقائدِ سیدنا گنج بخش داتا علی ہجویری سیمینار'' کے موقع پر پہلی بار پڑھا گیا کلامِ امام جلالی
21-09-2021